Issue Paper on Right to Education

آرٹیکل 25-A

مفت اور لازمی تعلیم کے حق کے لئے قانون سازی

چند اہم نکات

I-SAPS
Informing Policies, Reforming Practices
Institute of Social and Policy Sciences

الف اعلان
Alif Ailaan

مفت اور لازمی تعلیم کے حق سے متعلق قانون سازی چند اہم نکات

پس منظر:

تعلیم کے حصول کا حق ایک عالمگیر حقیقت ہے۔ درحقیقت یہ انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے کے مطابق بنیادی انسانی حق قرار دیا جا چکا ہے۔ اس میں مفت اور لازمی پرائمری تعلیم کے حصول کا حق شامل ہے۔ ثانوی اور اعلیٰ تعلیم تک رسائی کو یقینی بنانا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

پاکستان میں مفت اور لازمی تعلیم کا حق اٹھارویں آئینی ترمیم کی منظوری کے نتیجے میں 2010ء میں بنیادی انسانی حق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اس ترمیم کے تحت آئین پاکستان میں ایک نئی شق شامل کی گئی ہے جس کے مطابق ریاست پانچ سے سولہ سال کی عمر کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کریگی۔ ملکی تاریخ میں اس حوالے سے یہ پہلا موقع نہیں ہے بلکہ تعلیم کے حصول کا حق پہلے ہی آئین کا حصہ ہے۔ لیکن اس پر عموماً گفتگو نہیں کی جاتی۔ آئین پاکستان کی شق 37 کے باب 2 کے مطابق ریاست قلیل مدت میں ناخواندگی کا خاتمہ کرے گی اور مفت اور لازمی ثانوی تعلیم فراہم کرے گی۔ یہ رہنما اصول اعلیٰ حکام کیلئے صرف پالیسی سازی کیلئے بنائے گئے ہیں لیکن انہیں عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ اس حوالے سے آئین میں شق 25-A کو شامل کرنا پہلا اقدام ہے جس میں نہ صرف تعلیم کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے بلکہ ریاست چھ سے سولہ سال تک کی عمر کے ہر بچے کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اس ترمیم کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ آئین سے کنکرنٹ لسٹ کا خاتمہ کر دیا گیا جس کے نتیجے میں تعلیم سے متعلق ایسے تمام پالیسی اور قانونی معاملات جو وفاق اور صوبوں کی مشترکہ ذمہ داری تھے وہ صوبوں کو منتقل کر دیئے گئے ہیں۔ اس لیے یہ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کی ذمہ داری بن گئی ہے کہ وہ اپنے طور پر مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی کیلئے قانون سازی کریں۔

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں پارلیمنٹ اور صوبے کی سطح پر سندھ اسمبلی نے مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی یقینی بنانے کیلئے قانون سازی کی ہے جبکہ باقی تینوں صوبوں خیبر پختونخوا، بلوچستان اور پنجاب نے ابھی اس حوالے سے قانون سازی کرنا ہے۔ اگرچہ اسلام آباد اور سندھ میں یہ قانون منظور ہو چکے ہیں تاہم قانونی ماہرین، ماہرین تعلیم اور سول سوسائٹی کی تنظیموں نے اس قانون کے محدود دائرہ کار، بعض اہم شقوں کا خاتمہ اور قانون میں دیئے گئے عملدرآمد کے طریقہ کار پر تحفظات ظاہر کئے ہیں۔

قانون سازی کے تناظر میں بنیادی تصورات

- مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی کو اقوام متحدہ کی تعلیم کے حق کے بارے میں خصوصی نمائندہ کترینا ٹوماسیوسکی کی طرف سے تیار کردہ لائحہ عمل 4-A کو استعمال کرتے ہوئے بھی جانچا جا سکتا ہے۔ اس لائحہ عمل کے تحت یہ حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعلیمی سہولیات کی دستیابی، تعلیم تک رسائی اور تعلیم سب کیلئے کے حق کو پورا کریں۔
- تعلیمی سہولیات کی دستیابی کا مطلب یہ ہے کہ حکومتیں مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی کیلئے بنیادی ڈھانچہ، تکنیکی امداد، سرمایہ اور انسانی وسائل مہیا کرنے کی ذمہ دار ہیں۔
- تعلیم تک رسائی کا مطلب یہ ہے کہ تمام بچے تعلیم اور تعلیمی سہولیات تک رسائی کے برابر کے حقدار ہیں اور ان سے رنگ، مذہب، نسل یا جنس کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کیا جائیگا۔
- تعلیم سب کیلئے کا مطلب یہ ہے کہ کسی نظریہ کو کسی کمیونٹی پر زبردستی لاگو نہیں جائے گا، تعلیم بلا امتیاز، ثقافتی طور پر موزوں اور کمیونٹی کی ضروریات کے عین مطابق ہونی چاہیے۔

انسٹی ٹیوٹ آف سوشل اینڈ پالیسی سائنسز (I-SAPS) کی کاوش ہے کہ پاکستان میں مفت اور لازمی تعلیم کے حق کو پورا کرنے کیلئے بڑے پالیسی اور قانونی معاملات کو اُجاگر کیا جائے تا کہ پالیسی سازوں، اور عوامی راہنماؤں کی اس حق کے حصول کی خاطر درکار قانون سازی کے عمل میں معاونت کی جا سکے۔ اسی تناظر میں ذیل میں مفت اور لازمی تعلیم کی قانون سازی سے متعلق چند اہم نکات پر بحث کی گئی ہے۔

مفت اور لازمی تعلیم کے حق سے متعلق قانون سازی چند اہم نکات

مفت تعلیم

جب ہم کہتے ہیں کہ تعلیم مفت ہے تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ تعلیم سے متعلق اخراجات ہی نہیں ہیں اور تعلیم حاصل کرنے والے کا کوئی خرچہ نہیں ہوگا۔ تعلیم دینے کے اخراجات تو ہوتے ہی ہیں کہ کوئی ادارہ ان اخراجات کو برداشت کرنے کی ذمہ داری لے۔ بعض اوقات یہ ذمہ داری سکول کے اخراجات سے متعلق ہوتی ہے اور بعض اوقات ریاست یونیفارم، خوراک، ٹرانسپورٹ اور سٹیشنری وغیرہ سے متعلق تعلیم کے اخراجات فراہم کر سکتی ہے۔ ترقی پذیر ملکوں میں حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ بچوں کو سکول بھیجنے کیلئے والدین کو مختلف قسم کی مراعات فراہم کریں لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہو پاتا کیونکہ یہ ممالک لوگوں کو بہتر سماجی و معاشی سہولیات فراہم کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر جہاں خاندان کے ذرائع آمدن انتہائی کم ہوں اور بچوں سمیت خاندان کے تمام افراد کو

پیٹ پالنے کیلئے کام کرنا پڑے تو اس صورتحال میں بچوں کو سکول بھیجنے کے امکانات انتہائی کم ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر ریاستیں بچوں کو مفت تعلیم اور اس سے متعلق اخراجات برداشت کرنے کی ذمہ داری لیتی ہیں تو پھر بھی غربت کے دھانے پر پہنچا ہوا معاشرہ اس سے مستفید نہیں ہوسکتا۔ پاکستان میں مفت تعلیم کیلئے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد اور سندھ میں دو قانون منظور کئے گئے جن کے تحت مفت تعلیم کی فراہمی کے ساتھ ساتھ سکول بستے، سٹیشنری اور یونیفارم وغیرہ کے علاوہ دوسرے اخراجات کی ذمہ دار حکومت ہے تاہم والدین کیلئے اپنے بچوں کو سکول بھیجنے کے حوالے سے صرف یہی اخراجات نہیں ہیں۔ بعض والدین بچوں کو اس لیے سکول نہیں بھیجتے کیونکہ یہی بچے خاندان کیلئے روزگار کمانے کا ذریعہ ہیں۔ اس حوالے سے دو کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اولاً حکومت کو تعلیم سے متعلق اخراجات جیسے ٹرانسپورٹ، یونیفارم، سٹیشنری، کتابیں اور خوراک وغیرہ سے متعلق ایک فہرست تیار کرنی چاہیے اور پھر سرکاری خزانے سے انہیں ادا کرنے کی ذمہ داری لینی چاہیے۔ ثانیاً حکومت کو سکول جانے کے خواہشمند بچوں کی نشاندہی کرنی چاہے۔ اگر اسلام آباد میں ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کی جاتی ہے تو پھر بچوں کے والدین کو ماہانہ رقم دی جانی چاہیے۔ سندھ کے قانون برائے مفت اور لازمی تعلیم میں بھی سکول جانے والے بچوں کو ٹرانسپورٹ فراہم کرنے کے حوالے سے کئی پہلوؤں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

غیر امتیازی سلوک

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ ''رسائی'' کسی بھی معاشرے میں تعلیم کے حق کو پورا کرنے کیلئے ایک اہم مسئلہ ہے۔ رسائی کا مطلب یہ ہے کہ تمام بچوں کو ذات، رنگ، نسل یا مذہب کی بنیاد پر بلاامتیاز یکساں اور معیاری تعلیم کے حصول کے مواقع میسر ہوں۔ اگرچہ وفاقی دارالحکومت اور سندھ اسمبلی کی جانب سے کی گئی قانون سازی بلاامتیاز جنس مفت اور لازمی تعلیم کے حق کی ضمانت دیتی ہے تاہم اس میں مذہب کے حوالے سے غیر امتیازی سلوک کا ذکر نہیں ملتا۔ سول سوسائٹی کی تنظیموں، ماہرین تعلیم اور ماہرین قانون میں یہ تشویش پائی جاتی ہے کہ تعلیم سے متعلق قانون سازی کرتے وقت مذہبی اقلیتوں اور لڑکیوں کیلئے ضروری ضمانت دی جانی چاہیے۔ سول سوسائٹی کی تنظیموں اور معاشرے کے مختلف طبقوں کا یہ بھرپور مطالبہ ہے کہ باقی تین صوبوں میں مفت اور لازمی تعلیم کیلئے آئندہ قانون سازی میں ایسی ضمانت کو شامل کیا جائے اور موجودہ قوانین میں مطلوبہ اہم ترامیم شامل کی جانی چاہئیں۔

حفظانِ صحت کی سہولیات

متعدد ملکوں میں سرکاری سکول طلبہ کو باقاعدگی سے طبی معائنے اور علاج معالجے کی سہولیات فراہم کرتے ہیں۔ یہاں بنیادی سوال یہ ہے کہ اس علاج معالجے کیلئے رقم کون ادا کرتا ہے، مختلف ملکوں میں یہ صورتحال مختلف ہے۔ وفاقی دارالحکومت میں مفت اور لازمی تعلیم کے حوالے سے قانون سازی مناسب سطح پر بچوں کے طبی اور دانتوں کے معائنے کی سہولت فراہم کرتی ہے اور سکول حکام کو اختیار دیتی ہے کہ وہ والدین سے بچوں کے تفصیلی طبی معائنے اور دانتوں کے معائنے کے متعلق پوچھیں۔ قانون میں دی جانے والی سہولت ایک احسن اقدام ہے۔

مزید برآں قانون میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ان طبی معائنوں کے اخراجات کون ادا کرے گا کہ آیا یہ بھی مفت تعلیم کے زمرے میں شامل ہونگے یا والدین ادا کرینگے۔

سندھ کے حوالے سے یہ صورتحال حوصلہ افزاء نہیں ہے جہاں قانون سازی میں سکول میں داخل بچوں کو حفظانِ صحت کی سہولتوں کی فراہمی کا ذکر سرسری بھی نہیں ہے۔ کسی بھی سکول میں حفظانِ صحت کی سہولیات کا ہونا ضروری ہے اس حوالے سے صوبائی اسمبلیوں کو مستقبل قریب میں تعلیم کے حوالے سے کسی بھی قسم کی قانون سازی کرتے وقت اس مسئلے پر بھرپور غور کرنے کی ضرورت ہے۔ وفاقی دارالحکومت اور سندھ کے حوالے سے قانون سازی کی کارروائی کے قواعد میں حفظانِ صحت کی سہولیات کے تحت سکول میں علاج معالجے کی سہولیات کو شامل کیا جانا چاہیے۔

خصوصی بچوں کیلئے تعلیمی سہولیات

خصوصی تعلیم کی سہولیات جسمانی اور ذہنی طور پر معذور بچوں کیلئے ہوتی ہے۔ آئین، اٹھارویں ترمیم کے بعد اور تعلیم کے حوالے سے سابقہ قانون سازی بھی مخصوص عمر کے تمام بچوں کو لازمی تعلیم کا حق فراہم کرتی ہے تاہم بدقسمتی سے اس قانون سازی میں معذور بچوں کی تعلیم کے حوالے سے کوئی قابل قدر اقدامات نہیں کئے گئے۔ اگرچہ پاکستان میں مفت اور لازمی تعلیم کے بارے میں قانون سازی میں خصوصی بچوں کو تعلیم کی مفت سہولیات کا حق تسلیم کیا گیا ہے لیکن ان معذور بچوں کو عملی طور پر تعلیم فراہم کرنے کا کوئی طریقہ کار نہیں بتایا گیا۔ یہاں کئی سوال جنم لیتے ہیں کہ اگر ہم معذور افراد کو تعلیم کی فراہمی پر غور کریں تو خصوصی تعلیم کی سہولیات کے حوالے سے کونسے ضروری اقدامات کرنے کی ضرورت ہے؟ خصوصی بچوں کیلئے اساتذہ کے انتخاب کا کیا طریقہ کار کیا ہوگا؟ خصوصی تعلیم کی فراہمی کیلئے اداروں کے قیام کیلئے قانون میں وضاحت کی ضرورت ہے یا اس حوالے سے بالکل الگ قانون بنانا ضروری ہے۔

فیس کی ادائیگی

سکول میں فراہم کی جانے والی تعلیمی خدمات کے علاوہ کسی بھی قسم کی دوسری خدمات کیلئے فیس وصول کی جاتی ہے ان خدمات میں سکول کے تفریحی و تعلیمی دورے اور کھیلوں کی سرگرمیاں شامل ہیں۔ مفت اور لازمی تعلیم کی موجودہ قانون سازی میں سکولوں کو تعلیم کے علاوہ دوسری خدمات کیلئے کسی بھی قسم کی فیس لینے سے منع کیا گیا ہے۔ حکومت کا موقف یہ ہے کہ حکومت تعلیم کے ساتھ اضافی اخراجات برداشت نہیں کرسکتے۔ تاہم بعض ماہرین نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اگر سکولوں کو ایسی سرگرمیوں کی فیس لینے سے روکا گیا تو سکول بچوں کو کسی تفریح کیلئے دوسری جگہ لے جانا بند کرسکتے ہیں۔ اس حوالے سے دو پالیسی اقدامات کئے جاسکتے ہیں جن میں سے پہلا یہ ہے کہ قانون کی شقوں پر عمل کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ سکول تعلیمی فیس کے علاوہ کوئی فیس وصول نہ کریں، دوسرا آپشن یہ ہے کہ سکولوں کو نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں کیلئے مختص کردہ فیس لینے کی اجازت دی جائے۔

ذمہ داری کا تعین

ذمہ داری کا تعین کسی بھی قانون پر عملدرآمد میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مفت اور لازمی تعلیم کے حوالے سے جہاں ریاستیں مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہیں، وہاں ''ذمہ داری کا تعین'' پوچھتا ہے کہ اگر ایک بچہ سکول نہیں جاتا تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا؟ کینیڈا، سری لنکا، پاکستان اور بھارت میں یہ ذمہ داری

والدین یا بچے کے سرپرست کی ہوتی ہے۔ پاکستان میں تعلیم کے حوالے سے قانون سازی میں یہ ذمہ داری والدین نبھاتے ہیں۔ درحقیقت اس قانون سازی کے مطابق پاکستان میں اگر والدین یا سرپرست بچے کو سکول بھیجنے میں ناکام ہو جاتے ہیں تو انہیں بھاری جرمانہ ہونا چاہیے۔ بعض ناقدین کا کہنا ہے کہ یہ ذمہ داری والدین نہیں حکومت کی ہونی چاہیے۔ مثال کے طور پر اگر قرب و جوار میں کوئی سکول نہیں ہے اور بچے سکول نہیں جاتے تو اس کی ذمہ دار حکومت وقت ہے اور یہ والدین کی لاپرواہی نہ ہے۔ ایک اور نکتہ نظر یہ ہے کہ بچوں کو سکول بھیجنا والدین اور حکومت دونوں کی ذمہ داری ہے۔

دینی مدارس کی تعلیم

سکول کی تعلیم کے قومی نظام کے ساتھ ساتھ ملک میں دینی مدارس، مہارت اور دستکاری کی تعلیم اور خصوصی بچوں کی تعلیم سمیت مختلف قسم کے ادارے موجود ہیں۔ ان میں دینی مدارس خاص اہمیت کے حامل ہیں جہاں دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ شہری اور دیہی دونوں علاقوں کے والدین کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو حفظ قرآن اور مذہبی تعلیم کیلئے مدارس میں داخل کرائیں جہاں ان بچوں کو مفت دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ کتابیں، خوراک اور رہائش کے علاوہ دنیاوی تعلیم بھی فراہم کی جاتی ہے۔ اس معاملے پر نہ صرف بحث کی ضرورت ہے بلکہ اس حوالے سے کئی سوال بھی اٹھتے ہیں کہ کیا مدارس میں زیر تعلیم بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم حاصل کرنے والا سمجھنا چاہیے یا نہیں؟ کیا یہ درست ہوگا کہ مختلف مکاتب فکر کی انتظامیہ کی جانب سے بچوں کو مختلف نصابی کتب پڑھائی جائیں؟ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کیلئے مفت اور لازمی تعلیم کے حق کا قانون 2012ء اور سندھ کیلئے بچوں کیلئے مفت اور لازمی تعلیم کا قانون 2013ء کے مسودوں میں ان مدارس کو قومی دھارے میں لانے اور ان کے کردار کو باضابطہ بنانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

پاکستان میں مدارس کی تعلیم کو قومی دھارے میں لانے کا معاملہ ایک مشکل موضوع ہے۔ ماضی میں حکومتوں نے مدارس کو قومی دھارے میں لانے کیلئے متعدد اقدامات کیے لیکن ان مدارس کے دباؤ کے باعث کوئی بڑی تبدیلی نہ لائی جا سکی۔ ماہرین کی رائے ہے کہ مدارس الگ قسم کے تعلیمی ادارے ہیں اور ان اداروں میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو مفت اور لازمی تعلیم کے حصول کے زمرے میں شمار کیا جا سکتا ہے تاہم قانون سازی ان مدارس کو قومی دھارے میں لانے سے قاصر ہے۔

قانون پر عملدرآمد کی مدت

ہر قانون اس کے عملی نفاذ کے لئے مدت کا بھی تعین کرتا ہے۔ حکومت کو دی گئی ایک خاص مدت میں قانون پر عملدرآمد کیلئے اقدامات کرنا ہوتے ہیں۔ وقت گزرنے کے بعد کوئی بھی شخص اس لاپروائی پر حکومت کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکتا ہے۔ مفت اور لازمی تعلیم کے لئے کی جانی والی قانون سازی کے تناظر میں اس اہمیت کی دو وجوہات ہیں۔ اولاً مفت تعلیم اور لازمی تعلیم کا قانون تعلیم تک رسائی بہتر کرنے پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔ آئین پاکستان میں مفت اور لازمی تعلیم کا حق تسلیم کیے جانے کے بعد خصوصاً بلوچستان کے حوالے سے ایک بچہ کب تک سکول جانے کا انتظار کرے گا؟ اسی طرح سولہ سال کا بچہ مفت اور لازمی

تعلیم کیلئے مکمل طور پر اہل ہوتا ہے لیکن تین سال کا نگرانی کا دورانیہ گزر جانے کے بعد ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ سنگین صورتحال پالیسی سازوں کی توجہ کی طالب ہے۔ اس صورتحال سے نمٹنے کا ایک راستہ یہ ہے کہ ہنگامی بنیادوں پر غیر رسمی طریقوں سے تعلیم دی جائے۔ مثال کے طور پر ایسی جگہ جہاں پر تعلیمی ادارے موجود نہیں ہیں وہاں حکومت مقامی لوگوں کی مشاورت سے اساتذہ اور ان جگہوں کی نشاندہی کرے جہاں پر بچوں کو سکول کے قیام تک مفت اور لازمی تعلیم فراہم کی جاسکے۔ سو اس ضمن میں کی جانے والی قانون سازی میں اس کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ ثانیاً وجہ یہ ہے کہ قانون پر عملدرآمد کیلئے ہر صوبے کو اپنے مختلف بنیادی ڈھانچے اور انتظامی حیثیت کے تناظر میں اندازہ لگانا چاہئیے۔ مثال کے طور پر اگر وفاقی دارالحکومت میں اس قانون پر عملدرآمد کا دورانیہ تین سالہ ہوسکتا ہے تو سندھ میں یہ دورانیہ شاید چھ سال ہوسکتا ہے۔ اسی طرح جبکہ بلوچستان میں یہ دورانیہ اس کے رقبے اور آبادی کے لحاظ سے مختلف ہونا چاہئیے۔ اس لیئے تمام صوبائی حکومتیں وسائل اور ہر علاقے میں مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی شروع کرنے کیلئے درکار وقت کے حوالے سے جائزہ لیں۔

مزید برآں اگر چہ مفت اور لازمی تعلیم کے حق کے بل کو پارلیمنٹ نے منظور کیا ہے تاہم اس پر عملدرآمد کیلئے وفاقی حکومت نے ابھی تک اس کا نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا۔ حکومت کو مفت اور لازمی تعلیم کی فراہمی کی غرض سے بنیادی ڈھانچے اور سہولیات کی تعمیر کیلئے تین سال کا عرصہ دیا گیا ہے۔ یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ تین سال کا وقت وفاقی حکومت کی جانب سے قانون پر عملدرآمد کا نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد شروع ہوگا۔

مفت اور لازمی تعلیم کے حق کے لئے وسائل کی فراہمی

دنیا کے ملکوں میں جہاں وفاقی اکائیوں کو مالی خودمختاری دی گئی ہے وہاں یہ وفاقی اکائیاں مفت اور لازمی تعلیم کیلئے رقم جمع کرنے اور فراہم کرنے کی بھی ذمہ دار ہیں۔ روایتی طریقوں کے علاوہ فنڈ ریزنگ دوسرے ذرائع سے بھی کی جاسکتی ہے مثال کے طور پر سکول کونسلوں کو اس علاقے کے مکینوں سے عطیات جمع کرنے کا اختیار دیا جاسکتا ہے۔ وفاقی دارالحکومت کے لئے کی جانے والی قانون سازی اور سندھ اسمبلی میں کی گئی قانون سازی میں فنڈز کے حصول کے پہلو کو نظرانداز کیا گیا ہے اور اس حوالے سے ضرورت اس بات کی ہے کہ صوبائی اسمبلیوں کی جانب سے مفت اور لازمی تعلیم سے متعلق قانون سازی کرتے وقت مخیّر حضرات اور تنظیموں سے عطیات جمع کرنے کے پہلو پر غور کیا جانا چاہئیے۔

حوالہ جات و کتابیات

حوالہ جات

1 یونیورسل ڈیکلیریشن آف ہیومن رائٹس 1948ء کے آرٹیکل 26(1) کے مطابق: ''ہر کسی کو تعلیم کا حق حاصل ہے۔تعلیم ،خصوصاً بنیادی تعلیم ،مفت ہوگی۔''

کنونشن آن رائٹس آف چائلڈ 1989ء آرٹیکل 28(1) کے مطابق: ''پرائمری تعلیم کی فراہمی کو سب کیلئے لازمی ،میسر اور مفت بنایا جائے۔''

ورسٹ فارمز آف چائلڈ لیبر کنونشن 1999ء (نمبر 182) کے مطابق: ''بنیادی تعلیم کی مفت فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔''

2 ایجوکیشن آرڈیننس سری لنکا 1939 سیکشن 47(1) کے مطابق: ''گورنمنٹ سکولوں میں داخلے اور تعلیم کے معاملے میں کوئی فیس نہیں لی جائے گی۔''

مفت اور لازمی تعلیم کے قانون 2012ء کے سیکشن 2(e) ''مفت تعلیم'' سے مطلق اخراجات میں سٹیشنری، بستے اور ٹرانسپورٹ شامل ہیں۔

سندھ کے بچوں کا حق برائے مفت اور لازمی تعلیم کے قانون 2013ء کے مطابق ''مفت تعلیم'' سے مراد ہے کہ ریاست تعلیم کی فراہمی کے معاملے میں فیس وصول نہیں کریگی اور اس بات کو یقینی بنائے گی کہ پہلی سے دسویں کلاس تک کی تعلیم حاصل کرنے میں حائل تمام رکاوٹیں ختم کی جائیں۔

3 ہندوستان میں سکولوں میں تمام بچوں کو ایک وقت کا کھانا دیا جاتا ہے: How India feeds 120 million kids a day" by: Ben Arnoldy in web magazine "The Christan Science Monitor" (http://www.csmonitor.com/world/asia-south-central/2011/0209/how-india-feeds-120-million-kids-a-day)

4 پنجاب کے قانون برائے لازمی پرائمری تعلیم کے سیکشن 2(a) کے مطابق ''بچے'' سے مراد کسی بھی صنف کا ایسا بچہ ہے جو پانچ سال سے کم اور دس سال کی عمر سے زیادہ کا نہ ہو۔

5 پنجاب کا قانون برائے لازمی تعلیم 1994ء: نارتھ ویسٹ فرنٹیر پراونس کا قانون برائے لازمی پرائمری تعلیم 1996ء: سندھ کا آرڈیننس برائے لازمی پرائمری تعلیم 2001ء: اسلام آباد کیپیٹل ٹیریٹری کا آرڈیننس برائے لازمی پرائمری تعلیم 2002ء ''نیبر ہوڈ'' کو 2 کلومیٹر کا رقبہ قرار دیتے ہیں۔

6 مفت اور لازمی تعلیم کے حق کا قانون 2012ء کے سیکشن 3(1) کے مطابق: ''مفت اور لازمی تعلیم ،صنف، قومیت اور نسل کے لحاظ کے بغیر نیبر ہوڈ میں موجود تمام بچوں کا بنیادی حق ہے''۔

سندھ کے بچوں کے لئے قانون برائے مفت اور لازمی تعلیم 2013ء کے سیکشن 3(1) کے مطابق: ''مفت اور لازمی تعلیم ،صنف اور نسل کے لحاظ کے بغیر نیبر ہوڈ میں موجود تمام بچوں کا بنیادی حق ہے''۔

7 کینیڈین سکول ایکٹ کا سیکشن 117 اس معاملے میں بہت واضح ہے: ''اگر بچہ زخمی ہو یا کوئی میڈیکل ایمرجنسی پیش آنے کی صورت میں مدد فراہم کرنا، اور اگر ضرورت ہو تو طبی امداد فراہم کرنا، سکول سٹاف کی ذمہ داری ہے۔

8 کینیڈین سکول ایکٹ کے سیکشن 67(5) کے مطابق فنڈز اکٹھے کرنا سکول کونسل کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

کتابیات

1. آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان 1973
2. مفت اور لازمی تعلیم کے حق کا قانون 2012ء اسلام آباد۔
3. سندھ کے بچوں کے لئے قانون برائے مفت اور لازمی تعلیم 2013ء۔
4. انسٹیٹیوٹ آف سوشل اینڈ پالیسی سائنسز (I-Saps) 2011۔ "اٹھارویں آئینی ترمیم کے تناظر میں تعلیمی نصاب اور معیار میں مسائل"۔ اسلام آباد۔

Alif Ailaan
الف اعلان

الف اعلان کی بنیاد اس لئے رکھی گئی ہے کہ ان سب پاکستانیوں کو اکٹھا کیا جائے اور بااختیار بنایا جائے جو ملک کی تعلیمی ایمرجنسی کے خاتمے کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں تا کہ ہم اپنے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر کے اس قابل بنا سکیں کہ وہ نہ صرف اپنی انفرادی زندگی میں کامیابی سے ہمکنار ہوں بلکہ قومی زندگی میں بھی اہم کردار ادا کر سکیں۔

www.alifailaan.pk, info@alifailaan.pk

I-SAPS
Informing Policies, Reforming Practices
Institute of
Social and Policy Sciences

I-SAPS ایک قومی اور پالیسی سازی میں معاونت کرنے والا ادارہ ہے جو سماجی، معاشی و قانونی موضوعات پر تحقیق میں سرگرم عمل ہے۔ شعبۂ تعلیم I-SAPS کا ایک اہم تحقیقی موضوع ہے۔ I-SAPS نے پاکستان میں وفاقی اور صوبائی سطح پر شعبہ تعلیم کی مختلف جہتوں پر تحقیق کی ہے جن میں تعلیم کے لیے مختص کئے جانے والے بجٹ اور اس کا استعمال، تعلیم کے لیے کی جانے والی قانون سازی، نجی تعلیمی شعبہ کا انتظام و انصرام وغیرہ شامل ہیں۔

مزید معلومات کے لئے:

فون نمبر: 111-739-739 | ای میل: main@i-saps.org | ویب سائٹ: www.i-saps.org